کیا یہ توحید ہے؟

(از مولوی عبدالکریم صاحب صدیقی منشی فاضل پنشین ٹیچر خالصہ مڈل سکول بھاگووال)

غیرِ حق را ہر کہ خواند اے پسر ؛ کیست در عالم ازو گمراہ تر

مشکل کے وقت غیراللہ کو پکارنا، غیروں کی نذریں ماننا، اُن کے نام کا ورد کرنا، ان کو حاضر ناظر جان کران سے فریاد کرنا، جھاڑو لیکر قبر کے اردگرد طوافِ کعبہ کی طرح دوڑنا، اور رو رو کر اپنی آرزوئیں سنانا، اور عرضیاں لکھکر وہاں لٹکانا، توحید نہیں بلکہ صریحًا شرک ہے۔ اور شرک وہ گناہ ہے جو ہرگز نہیں بخشا جائیگا

خداوند کریم نے سورہ فاتحہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بندوں کو سوال کرنے کا طریقہ اور ڈھنگ سکھایا ہے۔ ہر مسلمان نمازی کو پانچ وقت اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پڑھا کر اس کی زبان سے خود اس بات کا اقرار کرایا ہے کہ "اے خدا ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔" پھر جو مسلمان نمازی اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پڑھنے والا، مصیبت کے وقت "یا علی شیرِ خدا مشکل کشا المدد" کا نعرہ لگائے، یا "امداد کن امداد کن از بندِ غم آزاد کن در دین دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادرا" کا وظیفہ پڑھے۔ اس کو منافق و مشرک کہنے میں اربابِ فہم و فراست کو ذرا بھی تامل نہیں۔ ایاک نستعین کا وعدہ کرکے پھر "یا شیخ عبدالقادر یا علی مشکل کشا المدد" کہنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اس بے انصاف کور چشم کے نزدیک زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا خود اس کی جان کا مالک و خالق اُسکی حاجتوں کے لئے کافی نہیں۔ اور وہ اکیلا اس کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتا، جس کی وجہ سے اُسے شیخ عبدالقادرؒ اور علیؓ سے مدد مانگنا پڑی۔

اللہ تعالیٰ ہر بندے کی دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ ارشاد ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۚ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ الآیہ (پ البقر) ترجمہ۔ اور جب سوال کریں تجھکو بندے میرے مجھ سے۔ پس تحقیق میں نزدیک ہوں۔ جواب دیتا ہوں پکارنے کا پکارنے والے کو۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ۝ (پ مومن) ترجمہ اور کہا پروردگار تمہارے نے دعا کرو مجھ سے قبول کرونگا واسطے تمہارے تحقیق وہ لوگ کہ تکبر کرتے ہیں عبادت میری سے شتاب داخل ہونگے دوزخ میں ذلیل ہوکر۔

یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر بندے کی ہر بات یا دعا قبول کرے۔ بندے کا کام بندگی کرنا اور خدا سے مانگنا ہے۔ خدا اپنی مرضی سے جس کی دعا چاہے قبول کرے۔ اگر کسی دعا کی قبولیت میں تاخیر ہو۔ یا دعا قبول نہ ہو۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا سے منہ موڑ کر اس کی مخلوق سے حاجت براری کی جائے

بلطفم بخواں یا براں از درم　　بجز آستانت ندارد سرم

یعنی اے خدا خواہ تو مہربانی سے میری اس دعا کو قبول کر خواہ مجھے ذلت سے اپنے دروازے سے باہر نکال میرا سر تو تیرے آستانہ کو چھوڑ کر کسی غیر کے آگے نہیں جھک سکتا۔"

شیخ سعدی مرحوم نے چند ابیات میں لوگوں کو خدا سے مانگنے کا وہ سبق سکھایا ہے کہ مشرک لوگ بھی سن کر پانی پانی ہوجائیں گے۔ فرماتے ہیں ؎

فرو کوفت پیرے پسر را بچوب　　بگفت اے پدر بیگناہم مکوب
تواں بر تو از جورِ مردم گریست　　ولے چوں تو جورم کنی چارہ چیست
براور خروشد خداوندِ ہوش　　نہ از دستِ داور برآرد خروش

مطلب:۔ ایک بڈھا اپنے بیٹے کو ڈنڈے سے مارتا تھا۔ بیٹا کہتا تھا کہ اے باپ مجھ بے گناہ کو مت مار کیونکہ میں تو خیال کئے ہوئے تھا کہ لوگوں کے ظلم وستم کی شکایت تیرے پاس کروں گا۔ لیکن جب تو ہی مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ تو بتا کہ میں تیرے ظلم کی فریاد کس کے پاس لیجاؤں۔

اس کے بعد سعدیؒ مرحوم فرماتے ہیں کہ عقلمند آدمی تو اپنی عرض دربارِ خداوندی میں ہی گڑگڑا کر کرتا ہے یہ نہیں کہ خدا کی ذرا سی سختی سے شور مچا کر دوسروں کو سناتا ہے۔

زندہ بزرگوں، ولیوں، نبیوں سے دعا کروانے میں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اُن کی دعا قبول ہوجانے سے ان کو ہی اپنا کارساز سمجھ لینا شرک ہے۔ نیز ان کی ہر ایک دعا کا قبول ہونا بھی ضروری نہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ آپ کا چچا ابوطالب مشرف باسلام ہوجائے مگر آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔

چنانچہ قرآن مجید میں اس مضمون کی آیت ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہے۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ (پ۲۰ القصص) یعنی آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے مگر اللہ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا اُن کے نافرمان بیٹے کے حق میں قبول نہیں ہوئی بلکہ صاف لفظوں میں خدا کی طرف سے تنبیہ کی گئی ہے۔ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (پ۱۲ ھود) یعنی اے نوحؑ

آپ ایسی بات کا سوال نہ کریں۔ جس کا آپ کو علم نہیں"۔ اس آیت سے حضرات انبیا علیہم السلام کے علم غیب کی بھی نفی ہوتی ہے۔ باقی رہا مردہ بزرگوں سے حاجات طلب کرنا سو اس کے متعلق ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝ الآیہ (فاطر پ۲۲) یعنی اللہ کے ماسوا جن کو تم پکارتے ہو۔ وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار (اول تو) سننگے نہیں۔ اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہیں کریں گے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کی مخالفت کریں گے۔ اور تجھکو خبر رکھنے والے خدا کی مانند کوئی نہیں بتلائیگا۔

عرب کے مشرکوں نے اپنے فوت شدہ بزرگوں کے بت بنا رکھے تھے اور ان کا حقیقی رجوع ان فوت شدہ بزرگوں کی "ارواحِ طیبہ" کی طرف تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم ان کی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے نزدیک کریں۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے اسے شرک قرار دے کر اس پر خفگی کا اظہار فرمایا۔ ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ (پ۲۳ زمر) یعنی جن لوگوں نے حق کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنائیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے (اور اہل ایمان کے) باہمی اختلافات کا فیصلہ (قیامت کے روز) فرمائیگا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں بت پرستوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ ہمیں ان سے کیا تعلق؟ وہ آیاتِ ذیل کو غور سے پڑھیں اور سمجھیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (پ۹ اعراف) یعنی بیشک جن کو تم اپنا حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہو۔ وہ تمہارے جیسے خدا کے بندے ہیں۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا (پ۱۶ کہف) یعنی کیا ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھکو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز قرار دے لیں۔ ہم نے ان کافروں کی دعوت کیلئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔

یہ آیات اُن سب لوگوں کے لئے تازیانۂ عبرت ہیں۔ جو اپنی مصیبتوں اور حاجتوں میں خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے فوت شدہ نیک بندوں (نبیوں۔ ولیوں۔ بزرگوں) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ بلکہ اس آیت کی رُو سے ایسے لوگ کافر ہیں۔

ہند کے قبر پرست مسلمانو! اس وقت تمہاری حالت عرب کے زمانۂ جاہلیت کے مشرکوں سے کسی صورت

میں کم نہیں۔ جس طرح انھوں نے خدائے واحد کو چھوڑ کر کئی معبود بنا رکھے تھے۔ اور ہر ایک معبود سے اپنی اپنی حاجات طلب کرتے تھے۔ کسی کو رزق دینے کیلئے مقرر کر رکھا تھا۔ تو کوئی اولاد بخشنے کے لئے۔ الغرض ان کی جتنی حاجتیں تھیں۔ اتنے ہی ان کے معبود تھے۔ آج تم اُن مشرکوں سے بھی بڑھ گئے ہو۔ کوئی اولاد کے لئے پاک پٹن کا سفر کرتا ہے۔ تو کوئی رزق بڑھانے کے لئے مسانیاں پہنچتا ہے۔ کوئی کاسنی وال۔ رتڑ چھتڑ چڑھاوے لے کر جاتا ہے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ کیا اسی کا نام توحید ہے۔ حالی مرحوم نے اسی حالت کا کیا عمدہ نقشہ کھینچا ہے ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
ستاروں میں مانے کرشمہ تو کافر — جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں — مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مسلمانو! تم تو دہریوں سے بھی بڑھ گئے۔ حالی مرحوم کی ایک رباعی تمہاری غیرتِ ایمانی کو اُبھارنے کے لئے کافی ہے۔ سنئے۔

اک گور پرست نے یہ دہری سے کہا — ہوگا نہ شقی کوئی جہاں میں تجھ سا
دہری نے کہا کہ کیا خدا کا منکر — اس سے بھی گیا کہ جس کے لاکھوں ہوں خدا

(بقیہ مضمون ص۲۳) بیٹے کا نفس وجود باپ کے احسان و منت کا رہین ہے اسلئے بہرحال اس کے ذمہ باپ کا حق باقی رہے گا ارشاد ہے وبالوالدین احسانا (قرآن کریم)

سوتیلی ماں کا سوتیلے بیٹے کے ذمہ حقیقی ماں کی طرح شرعاً کوئی واجبی حق از قسم نفقہ وغیرہ نہیں ہے کہ اگر ادا نہ کرے تو عند اللہ ماخوذ ہو۔ ہاں اس حیثیت سے کہ وہ باپ کی منکوحہ اور حرم ہے اور اس کی خدمت بھی کی ہے اس کا احترام و اکرام فرض اور لازم ہے اور حدیث ان ابر البران یصل الرجل اھل ودابیہ (مسلم ترمذی ابوداؤد) وغیرہ کی رو سے اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرنا مستحب بلکہ موکد ہے۔